سید محمد معاویہ بخاری

وہ کس ملک کی رعایا ہیں؟

کسی دانا کا قول ہے کہ طاقتور کی دوستی (کسی نوعیت سے ہو) اس کی دشمنی سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ کیونکہ دشمنی میں تو وہ صرف مارتا ہی ہے لیکن دوستی میں وہ پہلے جبر کے ساتھ سیاہ کاریوں پر اکساتا ہے اور حکم عدولی پر آنکھیں دکھاتا، مارتا اور پھر رونے چیخنے بھی نہیں دیتا۔ یعنی اس کا ہر جبر دوستی کی آڑ میں جاری رہتا ہے۔ یوں نادان وناتواں لوگ اپنے زخم آلود ہاتھوں اور اکھڑی سانسوں سے مشقت کرتے، طاقتور دوست کی جھولیاں بھرتے اور اس کی مرادیں برلانے کے لیے بوجھ ڈھونے والے اس جانور کی طرح خدمات سرانجام دیتے رہتے ہیں۔ جو اپنی کمر پر برسنے والی لاٹھیوں اور ناسور بنے رستے زخموں سے بے نیاز ہو چکا ہو۔ عہد حاضر میں عالمی سیاسی تعلقات کے حوالہ سے نومرتب شدہ لغت بھی یہی ثابت کرتی ہے کہ طاقتور اور کمزور کے مابین یک طرفہ دوستانہ تعلقات کے معنی اور اس کے اصول وضوابط وہی ہیں جو ایک عفریت مآب قوت نے خود سے وضع کر رکھے ہیں۔ ایک محبوب نظر مملکت یا ایک کشادہ رو فرمانبردار فرنٹ لائن سٹیٹ کا اعزازی تمغہ کیسے حاصل ہوسکتا ہے اور اس کے لیے کیسی شرائط کی پابندی اور کن ضابطوں کا مطیع ہونا لازمی ہے؟ نائن الیون کے بعد یہ دائرہ کار بھی ایک طاقتور ہی طے کر رہا ہے۔

گزشتہ ۵۸ برسوں کے دوران ہم نے Might is Right کے فارمولے پر کاربند امریکہ بہادر سے دوستی کے ہزاروں رنگ وروپ دیکھے ہیں اور اسی بے ڈھنگ وبے توازن دوستی کے طفیل ہی فرنٹ لائن سٹیٹ کا بے پال وپر ''ہما'' متعدد بار ہمارے سروں پر بٹھایا جا چکا ہے۔ بے شک کوئی تسلیم نہ کرے مگر اس کا بنیادی سبب وہ انفرادی فیصلے تھے جن کے بھیانک نتائج مجموعی طور پر قوم کے حصے میں آئے۔ ہر فیصلہ کے وقت قومی مفادات کی اندھی لاٹھی سے قوم کو ہانکا گیا اور بھیڑ بکریوں کی طرح ایک دائرہ میں بند کر کے خونخوار درندوں کے سامنے پھینک دیا گیا۔۔ امریکی دوستی پر مبنی ہماری تاریخ کا ایک ایک باب عہد بہ عہد اس ماہر قصاب کی پکڑ، اس کی چابکدستی، موقع پرستی اور لمحہ بھر میں حلقوم کاٹنے کی منافقانہ تدبیروں کی تلخ داستانوں سے بھرا پڑا ہے۔ لیکن بدبختی کی انتہا یہ ہے کہ عبرت ناک ماضی کے یہ تلخ واقعات ہمارے لیے اصلاح احوال کا ذریعہ کبھی نہیں بن سکے اور ہم آج تک اسی محسن کش ظالم وقاتل کے ہم رکاب ہیں جو ہماری بے بسی کا تماشا دیکھنے کا عادی ہو چکا ہے۔ اس بات سے کون انکار کرسکتا ہے کہ امریکہ سے یک طرفہ دوستی کی قیمت جس طرح اہل پاکستان نے چکائی ہے۔ ماضی قریب وبعید میں اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ دوسری طرف مہذب دنیا کے آزاد وخودمختار ممالک ہیں جنہوں نے سپر طاقت سے تعلقات کی بنیاد برابری پر استوار کر رکھی ہے' کسی ملک نے بھی آج تک ہنستے مسکراتے نہ اپنی

سرزمین امریکہ کے حوالے کی ہے اور نہ اپنے لوگ۔ مگر ہم یہ کارنامہ بھی بلاجھجک سرانجام دے چکے ہیں۔ یہ کیسا المیہ ہے کہ قوم کو اعتدال پسندی کا سبق دینے والے خود کبھی حد اعتدال تک نہیں پہنچ سکے۔ تمام فیصلے ایسی حالت میں اور اس بنیاد پر کیے گئے کہ قومی مفاد کا عنوان ہی اپنی وقعت کھو بیٹھا۔ وزیرستان میں فوج کشی کا عمل امریکی انتظامیہ کے حکم پر شروع کیا گیا تھا اور ہم یہ مہلک فیصلہ کرتے ہوئے اس سازش کا ادراک نہیں کر سکتے تھے کہ اس کے نتائج ایک ہی ملک کی فوج اور عوام کے مابین تصادم کی صورت میں رونما ہوں گے۔ ہمارے قبائلی علاقوں کے آزاد منش باسیوں اور ملک وقوم کے وفاداروں نے عسکری مداخلت پر معمولی احتجاج سے تجاوز نہیں کیا تھا۔ سنگلاخ وادیوں کے مکینوں نے قومی مفاد کے نعرہ کو بے توقیری سے بچانے کے لیے مکمل فوجی آپریشن بھی خندۂ پیشانی سے قبول کر لیے تھے مگر پھر طاقتور دوست کی من مانیاں بڑھنے لگیں اور اس کی خونخوار خواہشوں اور ہولناک ارادوں کی نقاب کشائی بھی رفتہ رفتہ ہونے لگی۔ قومی پریس اور عالمی میڈیائی رپورٹیں شاہد ہیں کہ وزیرستان اور افغان سرحد سے ملحقہ قبائلی علاقوں میں بے گناہوں پر بارود کی بارش گزشتہ تین برسوں سے معمول بن چکی ہے۔ سپر طاقت کے انٹیلی جنس ادارے کسی بھی شخص اور کسی بھی گھر کے مکینوں کو دہشت گردوں کا معاون قرار دے کر ہلہ بول دیتے ہیں۔ میڈیائی رپورٹوں کے مطابق پچھلے چند برسوں کے دوران ۲۲ سے زیادہ افسوسناک واقعات رونما ہو چکے ہیں جن میں بے گناہوں کا خون ناحق بہایا جا چکا ہے اور یہ سلسلہ ابھی تک پوری رعونت کے ساتھ جاری وساری ہے۔ صرف ۲۰۰۵ء میں ۷ ایسے واقعات رپورٹ ہو چکے ہیں لیکن ملکی سطح پر جاری سیاسی دھینگا مشتی کے غبار میں ان خونبار واقعات کا دھواں تک نہیں دیکھا جا سکا۔

اخباری اطلاعات کے مطابق ۱۳؍ جنوری کو ایک بار پھر دہشت گردوں کا تعاقب کرتے ہوئے امریکی طیاروں نے باجوڑ ایجنسی کے ایک سرحدی گاؤں کو روند ڈالا ہے۔ سردرات کے آخری پہر کیے گئے۔ اس میزائل حملے میں تحصیل ''ماموند'' کے گاؤں ''ڈمہ ڈولہ'' کے تین گھروں کو نشانہ بنایا گیا۔ جس میں بخت پور، محمد رحیم اور باچہ خان کے مکانات مکمل طور پر تباہ ہو گئے۔ جبکہ شاہ زمان نامی شخص اپنے بیوی بچوں کو بمشکل بچا سکا۔ ابتدائی اطلاعات میں جاں بحق ہونے والوں کی تعداد ۱۸ بتائی گئی تھی۔ لیکن حملے سے متاثرہ علاقے کا دورہ کرنے والے معروف صحافی رحیم اللہ یوسف زئی کے مطابق ایک ہی خاندان کے ۱۳ افراد کی قبریں انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔ ان قبروں میں عورتیں بھی ہیں اور معصوم بچے بھی، بوڑھے بھی اور جوان رعنا بھی۔ کہتے ہیں کہ پاکستان نے اس حملہ پر امریکی انتظامیہ سے احتجاج کیا ہے۔ چند ڈرامائی بیانات میری نظروں سے بھی گزرے ہیں۔ ابتدائی طور پر صورت حال یہ تھی کہ آئی ایس پی آر کے ڈائریکٹر جنرل میجر شوکت سلطان کے محتاط بیانات سے اندازہ ہو رہا تھا جیسے وہ کھلی بات نہیں کہنا چاہتے۔ ترجمان دفتر خارجہ کا لب ولہجہ بھی حد احتیاط سے تجاوز نہیں کر سکا تھا۔ امریکی فوجی کمانڈ سے حکومتی سطح پر احتجاج کیے جانے کے باوجود کہا جا رہا تھا کہ ہم تحقیقات کر رہے ہیں اور ثبوت تلاش کیے جا رہے ہیں۔ دو روز بعد ہمارے وزیر اعظم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم دہشت گردوں کے خلاف

کارروائی اپنے مفاد میں کررہے ہیں۔(نوائے وقت۔۱۵؍جنوری)

مزید فرمایا کہ باجوڑ پر حملہ افسوسناک ہے لیکن اس کی وجہ سے دورۂ امریکہ منسوخ نہیں کروں گا۔(نوائے وقت ۔۱۶؍جنوری)وزیرخارجہ خورشید قصوری کہتے ہیں کہ باجوڑ پر حملہ ہماری خودمختاری کی خلاف ورزی ہے۔ہمیں ایسی کوئی اطلاع نہیں ملی کہ ایمن الظواہری حملے کے وقت وہاں موجود تھے۔(نوائے وقت۔۱۶؍جنوری)وزیراطلاعات شیخ رشید فرماتے ہیں کہ باجوڑ ایجنسی کا واقعہ انتہائی قابل مذمت ہے۔ہمیں قیمتی جانوں کے ضیاع پر گہرا دکھ ہے اور ہم عوام کو یقین دلاتے ہیں کہ آئندہ ایسا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوگا۔(نوائے وقت۔۱۵؍جنوری)وزیرداخلہ آفتاب احمد شیرپاؤ کہتے ہیں کہ ''دونوں ممالک کی انٹیلی جنس ایجنسیوں میں قریبی روابط ہیں مگر ہمیں اس (حملہ) بارے بالکل آگاہ نہیں کیا گیا۔ایمن الظواہری کے بارے میں ہمیں بتایا جاتا تو ہم خود کارروائی کرتے۔ہم نے امریکہ پر واضح کردیا ہے کہ آئندہ ایسا واقعہ نہیں ہونا چاہیے۔(نوائے وقت۔۱۶؍جنوری)

پاکستان کی زمینی اور فضائی حدود کی خلاف ورزی کا یہ پہلا واقعہ نہیں تھا اور یقیناً آخری بھی نہیں ہے کیونکہ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے علاوہ سیکرٹری خارجہ کنڈولیزا رائس،سینیٹر جان میکنن اور امریکی محکمہ دفاع کے بیانات کی تندی صاف بتا رہی ہے کہ ہماری سالمیت وخودمختاری آئندہ بھی تماشا بنتی رہے گی۔اور ہمارے قومی وقار کا مذاق اسی طرح اڑایا جاتا رہے گا۔پاکستانی حکومت کے ذمہ داراوں کے بیانات جس قدر رکھو کھلے اور کمزور ہیں۔امریکی انتظامیہ کی ہٹ دھرمی اتنی ہی سخت نظر آرہی ہے ۔چنانچہ اسی واقعہ کے حوالہ سے پاکستانی احتجاج کا جواب سیکرٹری خارجہ کنڈولیزا رائس نے یہ دیا ہے کہ پاکستان سرحد پر امریکی کارروائیاں درست ہیں۔باجوڑ حملے پر پاکستان کے خدشات دور کرنے کی کوشش کریں گے کیونکہ اس کارروائی سے پاکستانی حکومت کو مشکل صورت حال کا سامنا کرنا پڑا۔پاکستانی عوام اور حکومت سے کہوں گی کہ دہشت گردی کے خلاف ہم اتحادی ہیں ۔لہٰذا القاعدہ اور طالبان سے نرمی نہیں برت سکتے۔القاعدہ پاکستان کے لیے بڑا خطرہ ہے جو ملک کو انتہا پسندی کی طرف دھکیل سکتا ہے۔(نوائے وقت۔۱۷؍جنوری) کوئی نہیں جانتا کہ میزائل حملے میں زندگی ہارنے والی بے گناہ خواتین اور معصوم بچوں میں سے کون انتہا پسند اور پاکستان کے لیے بڑا خطرہ تھا؟امریکی ری پبلکن سینیٹر جان میکنن کا کہنا ہے کہ باجوڑ پر حملے کے بارے میں پاکستان کو قبل از وقت آگاہ کردیا گیا۔سینیٹر جان میکنن نے مزید کہا کہ ہم آئندہ ایسی کارروائیاں نہ ہونے کی ضمانت نہیں دے سکتے۔بے گناہ شہریوں کے بہیمانہ قتل عام پر جان میکنن نے بغیر کسی لگی لپٹی کے کہا کہ ایسے معاملات میں نقصانات کو نہیں روکا جاسکتا۔(نوائے وقت۔۱۷؍جنوری)امریکی محکمہ دفاع کی جانب سے جاری کردہ بیان میں کہا گیا ہے کہ پاکستانی حکام سرحدی علاقے میں کسی آپریشن میں شریک ہیں نہ کارروائی میں یہ اقدام امریکی افواج نے سی آئی اے کے جاسوس طیاروں کی فراہم کردہ معلومات کے بعد اٹھایا تھا۔(نوائے وقت۔۱۷جنوری)

جناب رحیم اللہ یوسف زئی کے بقول باجوڑ شہر سے ۱۲کلومیٹر دوری پر واقع تحصیل ماموند کا گاؤں ''ڈمہ

ڈولہ‘‘ افغان سرحد سے ۴۰ کلومیٹر دور ہے۔ یہ علاقہ تحریک نفاذ شریعت کے سربراہ مولانا صوفی محمد کے معتقدین کا شمار کیا جاتا ہے۔ مالاکنڈ اور باجوڑ کے علاقے افغانستان پر امریکی تسلط کے فوراً بعد ہی زیر عتاب آ گئے تھے۔ امریکی خفیہ اداروں کے اہلکار اپنی دور انداز ٹیکنالوجی کے ساتھ ان دور افتادہ علاقوں کی خاک چھانتے پھر رہے ہیں۔ انہیں طالبان کی باقیات سمیت عرب، چیچن، ازبک، تاجک اور دیگر نسل وقوم کے جنگجوؤں کی تلاش ہے‘ امریکی انٹیلی جنس ادارے پاکستان سے کیے گئے ‘ایک معاہدے کے تحت انٹیلی جنس آپریشن کی حد تک آزاد ہیں لیکن کسی عسکری کارروائی کی اجازت انہیں نہیں دی گئی۔ ضابطے کے مطابق امریکی انٹیلی جنس اداروں کے نزدیک مشکوک مقامات کی نشاندہی کے بعد اس کی اطلاع پاکستانی ہائی کمانڈ کو دی جانی ضروری ہے۔ اس کے بعد پاکستانی سیکورٹی فورسز اپنے دائرہ کار کے مطابق مشکوک مقامات پر سرچ آپریشن کرتی ہیں اور ضروری ہو تو فوجی ایکشن سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ لیکن گزشتہ برسوں کے دوران جنوبی وزیرستان، شمالی وزیرستان، مالاکنڈ اور باجوڑ سمیت افغان سرحد سے ملحق دیگر علاقوں میں ہونے والے کئی خفیہ آپریشن ایسے تھے جن کی پیشگی اطلاع امریکی انٹیلی جنس اداروں نے پاک فوج کو فراہم نہیں کی۔ بلکہ افغانستان میں تعینات اپنی فوجوں کے ذریعہ آپریشنز کیے گئے۔ جن کے بارے میں تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ محض شک کی بنیاد پر کیے گئے‘ ان حملوں میں کوئی مطلوبہ ٹارگٹ حاصل نہیں ہوا تھا۔ یہ واقعات ایسے نہیں تھے کہ ان پر خاموش رہا جاتا لیکن کسی ایک موقع پر بھی امریکی انتظامیہ سے کیے جانے والے احتجاج کی نوعیت ایسی نہیں تھی جسے حقیقت میں احتجاج قرار دیا جا سکتا ہو۔ تحقیقات کرنے، ثبوت لانے اور پھر احتجاج ریکارڈ کرانے کی خبروں نے پوری قوم کو مایوس و ہراساں کر رکھا ہے۔ باجوڑ ایجنسی کے علاقہ میں ہونے والے حالیہ آپریشن کے بعد امریکی انتظامیہ کی جانب سے ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ ہم نے پاکستان کو اس حملہ کی پیشگی اطلاع دے دی تھی۔ پاکستان میں تعینات امریکی انٹیلی جنس اداروں کے ذمہ داروں کے مطابق انہیں اطلاع ملی تھی کہ اسامہ بن لادن کے قریبی ساتھی ایمن الظواہری کسی کی دعوت پر وہاں آنے والے ہیں یا وہاں موجود ہیں۔ چنانچہ اس اطلاع کی بنیاد پر میزائل بردار امریکی طیاروں سے حملہ کیا گیا اور مطلوبہ ٹارگٹ پر موجود تین مکانات تباہ کر دیئے گئے۔ امریکی نشریاتی ادارے سی این این کی ابتدائی رپورٹ کے مطابق ایمن الظواہری سمیت القاعدہ کے پانچ سرکردہ لیڈر اس حملے میں مارے گئے تھے لیکن بعد ازاں منکشف ہونے والے حقائق نے ثابت کیا کہ گزشتہ چار برسوں کے دوران ہونے والے متعدد ناکام آپریشنز کی طرح امریکی انٹیلی جنس نے ایک بار پھر غلط معلومات کے تحت حملہ کرایا تھا۔ جس کے نتیجہ میں 13 بے

گناہ جن میں ۸ عورتیں اور ۳ بچے بھی شامل ہیں‘ جان گنوا بیٹھے۔ اس واقعے سے کوئی ہفتہ بھر قبل ۷ جنوری ۲۰۰۶ء کو بھی ایک فضائی حملہ کیا گیا تھا۔ جس میں ۱۸ افراد جاں بحق اور ۷ زخمی ہو گئے تھے۔ (عینی شاہدین) مقامی لوگوں کے مطابق میران شاہ سے ۱۲ کلومیٹر دور مغرب میں افغان سرحد کے قریب واقع ’’سیدگئی‘‘ کے علاقہ میں مولانا حاجی نور محمد کے گھر پر بمباری کی گئی۔ مولانا نور احمد خود اور ان کے اہل خانہ ایک خاتون دو بچوں سمیت ۱۸ افراد جاں بحق ہو گئے۔ یہ حملہ محض فضائی نہیں تھا بلکہ

زمین سے بھی پاکستانی حدود کی خلاف ورزی کی گئی تھی اور سرحد پار سے آئے ہوئے امریکی فوجیوں نے گلابت شاہ اور احمد خان سمیت پانچ افراد کو گرفتار کیا اور اپنے ہمراہ لے گئے۔

اخباری اطلاعات کے مطابق پاکستانی حکام نے امریکی سفیر کو دفتر خارجہ طلب کر کے شدید احتجاج کیا ہے۔مگر حقیقت میں کوئی نہیں جانتا کس نے کس کو طلب کیا اور کس نے کس سے کیا کہا؟ خبروں اور میڈیا رپورٹوں پر انحصار کرنے والے سادہ لوح عوام اس پر بھی شکر گزار ہیں کہ کمزور ہی سہی مگر احتجاج کیا گیا ہے۔لیکن امریکی محکمۂ دفاع،سیکرٹری خارجہ کنڈولیزا رائس اور سینٹر جان میکنن کے بیانات سے عوام پریشان بھی ہیں۔جن میں بالاصرار حکومت پاکستان کو مطلع کر دیا گیا ہے کہ ابھی فوری احتجاج کی ضرورت نہیں۔کیونکہ یہ حملے آئندہ بھی جاری رہیں گے۔لہٰذا جب تک حملے ہوتے رہیں تب تک اپنے احتجاجوں کو تاریخ وار جمع کرتے رہو۔شاید کسی موقع پر کام آ جائیں۔پاکستانی عوام نے دو روز قبل صدر مملکت کا دل نشیں اور معلومات افزا خطاب بھی سنا ہے۔قوم منتظر تھی کہ شاید سربراہ مملکت دل رکھنے کو سہی مگر چند لفظوں میں امریکی حملے کی مذمت ضرور کریں گے اور مرنے والوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہوئے چند حرفِ تسلی بھی دے ڈالیں گے۔مگر نصیحتوں،ترغیبوں بھرا خطاب لاجواب جیسے شروع ہوا تھا ویسے ہی ختم ہو گیا۔ایک سربراہِ مملکت سے ایسا سہواً ہوا...... بات سمجھ میں نہیں آئی۔صدر مملکت نے جہاں تمام اہم قومی معاملات پر اپنے خیالات کا اظہار کیا انہیں چاہیے تھا کہ وہ باجوڑ ایجنسی کے نواحی علاقے میں رونما ہونے والے واقعہ پر بھی قوم کو نہ صرف اعتماد میں لیتے بلکہ ان حرماں نصیبوں کی دلجوئی کے لیے چند کلمات بھی ارشاد فرما دیتے تو اچھا ہوتا جو ابھی تک نہیں جان سکے کہ وہ کس ملک کی رعایا ہیں اور انہیں بے رحم درندوں کے سامنے کیوں ڈال دیا گیا ہے؟ وہ جاننا چاہتے ہیں کہ انہیں کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے اور وہ کب تک چیتھڑوں میں بٹی اپنے پیاروں کی لاشیں دفناتے رہیں گے۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 0641-462501